رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

جناب پیر اکبر علی صاحب پلیڈر ایم۔ ایل سی
شہر فیروز پور
Ferozepore city

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر پیر محمد یعقوب عمر احمدی

بدر

قادیان

زیر نگرانی محافظین عام مطابع شاہی۔ ای۔ پریس۔ ایجنٹ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸۔

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۳۹ء | نمبر ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ نکسیر پھوٹنے کی جو تکلیف تھی۔ وہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ رو بصحت ہے۔

(۲) کوئٹہ کے زلزلہ میں جماعت احمدیہ کوئٹہ کے متعلق مختصر اطلاع بذریعہ خط حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کو پہنچی ہے۔ مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے۔ لکھا ہے۔ جماعت کے عموماً احباب اس صدمہ سے محفوظ رہے ہیں۔ چند کی وفات اور چند احباب کو قدرے نقصان پہنچا ہے۔ صحیح پتہ کچھ نہیں۔ دعا بہت کرنی چاہیئے خدا رحم کرے۔

(۳) مصیبت زدگان کوئٹہ کی خدمت کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک ڈاکٹر اور دو کمپونڈر اور ایک سکوٹری کو کوئٹہ روانہ کر دیا ہے۔ انکے ساتھ بہت سا سامان مرہم پٹی وغیرہ کا بھی بھیجا گیا ہے اور ان کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے حاجتمند بھائیوں کی مدد کریں۔ بلکہ بلا تمیز تمام مذاہب ملت کے لوگوں کی حتی الوسع پوری ہمدردی سے امداد کریں۔ اس کے علاوہ احباب جماعت کو لکھا ہے کہ جو بھی جس رنگ میں امداد کر سکتے ہیں وہ اس سے دریغ نہ کریں۔ اور جو ڈاکٹر ڈسپنسر کمپونڈر مزدور وغیرہ وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پیش کریں اور نظام سلسلہ کے ماتحت وہاں پہنچ کر کام کریں۔ اور جو نہیں جا سکتے وہ دل کھولکر مصیبت زدگان کی امداد کے لئے چندہ دیں۔

(۴) **شادی**۔ مکرمی اخویم بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بڑے صاحبزادے بابو عبدالمجید صاحب کا جن کی اہلیہ مدت ہوئی فوت ہو چکی ہیں۔ دوسرا نکاح برادرم شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گوجرہ کی ہمشیرہ صاحبہ سے ہوا تھا۔ جن کا رخصتانہ ۱۸ مئی ۳۵ء کو خدا کے فضل سے ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین۔

(۵) **وفات**:۔ یہ خبر نہایت افسوس و رنج کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔ کہ سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی ایڈیٹر اخبار دورِ جدید لاہور کا حیدر آباد دکن میں جہاں وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے۔ چند روز بیمار رہکر انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کا جامع تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خاندان رسالت خاصکر حضرت امیر المومنین سے فدائیانہ اخلاص رکھتا تھا۔ مرحوم ایک بیوہ اور چند بچے چھوٹے چھوڑ گئے ہیں۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ اور انکو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے اور مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ اس صدمہ میں ہمیں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب دعا مغفرت کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۶) میرے مکرم محترم بھائی جناب ڈاکٹر فتح دین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کچھ عرصہ سے مکرر دردِ دماغ کے عارضہ میں مبتلاء ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کامل کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ خدا وند تعالیٰ انکو صحت کامل عطاء فرمائے آمین۔

نوٹ:۔ صفحہ ۱۱ و ۱۲ غلط ہو گئے ہیں۔ صفحہ وار مضمون پڑھنا چاہیئے ٭

نوٹ:۔ صفحہ ۱۱ و ۱۲ غلط ہو گئے ہیں صفحہ وار مضمون پڑھنا چاہیئے ٭

"احرار" اور "زمیندار" اور "احسان" اخبار کو بشارت

نواب۔ سر۔ خان بہادر کے خطابات

احرار اور زمیندار اور احسان اخبار نے جس قدر جانفشانی سے سلسلہ احمدیہ کی عداوت میں اندھے ہو کر محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بالمقابہ کے خلاف اپنے ایمان و اسلام کا مظاہرہ کر کے اشرار طبقہ کی چیخ و پکار سے زمین کو سر پر اُٹھا لیا تھا۔ الحمد للہ کہ آسمان سے ان کے خلاف فیصلہ ہو گیا ہے۔ لہذا ان کو مندرجہ ذیل بشارتیں ہوں۔

اوّل:۔ یہ کہ ملک معظم نے جناب چوہدری صاحب کو ۲۶ رمئی ۳۵ء سے وائسرائے کی کونسل کا مستقل ممبر مقرر کر کے اس کا اعلان گزٹ آف انڈیا میں فرما دیا ہے۔ موتوا بغیظکم۔

دوم۔ ملک معظم کی سلور جوبلی اور یوم ولادت کی تقریب پر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ کو نائٹ ہڈ کا خطاب بخشا ہے۔ اس طرح چوہدری صاحب جماعت احمدیہ میں پہلے وہ شخص ہیں۔ جو سر کے خطاب سے سرافراز ہوئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ فضلہ

سوم۔ آنریبل خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ وائسرائے ہند ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر حال مشیر مال ریاست جے پور کو نواب کا ذاتی خطاب عطا ہوا ہے۔ فللہ الحمد

چہارم۔ مخدوم مکرم جناب چوہدری نعمت خان صاحب سشن جج فیروز پور کو خان بہادر کا خطاب ملا ہے۔ ثم الحمد للہ۔

ان ہر چار بشارتوں کو جو خدا کے فضل سے احمدیوں کی عزت افزائی پر مشتمل ہیں۔ احرار و زمیندار و احسان اخبار کو معلوم کر کے خودکشی کر لینی چاہیئے۔ کہ آسمان ان کی نامرادی و ناکامی پر گواہی دے رہا ہے۔ پس ہم آنریبل نواب خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب اور محترم آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور مکرمی خان بہادر چوہدری نعمت خان صاحب سشن جج فیروز پور کو دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ رب العزت اس سے زیادہ ہمارے ان محترموں کو ترقیات دینی و دنیاوی عطاء فرما کر محسود خلائق بنائے۔ آمین۔ (خاکسار ایڈیٹر)

میڈیکل سکول برائے مستورات آگرہ

(۱) ہندوستان میں سب اسسٹنٹ سرجن کلاس مستورات کے لئے بہترین سکول صرف آگرہ میں ہے۔ جہاں ہر ایک قسم کا پردہ اور احتیاط رکھی جاتی ہے۔ آج کل تعلیم یافتہ لڑکیاں جس قدر لیڈی ڈاکٹر ہو کر سلسلہ اور اسلام اور اپنے لواحقین کو فائدہ بخش ہو سکتی ہیں۔ وہ کسی دوسرے محکمہ میں مفید نہیں ہو سکتیں۔ ایک لیڈی ڈاکٹر دس گریجوایٹ کے برابر مفید اور نافع وجود بن سکتی ہے۔

(۲) انٹرنس پاس لڑکی جو ۱۷ سال سے لیکر تیس ۳۰ سال کی ہو داخل ہو سکتی ہے تاریخ داخلہ ۲۹ رجولائی ۳۵ء بوقت ۸ بجے صبح۔

(۳) ۱۸ روپیہ اٹھارہ روپیہ ماہوار خرچ خوراک وغیرہ پر ہوتے ہیں کتابوں اور سفر خرچ کا روپیہ خود ادا کرنا ہوگا۔

(۴) جن رشتہ داروں کے نام لکھوائے جاویں گے۔ دوران سال میں وہی ملاقات کر سکتے ہیں۔

(۵) طالبات خود اپنے ہاتھ سے عرضی برائے داخلہ بنام لیڈی پرنسپل صاحب وومن میڈیکل سکول آگرہ لکھ کر فارم داخلہ منگوا کر پُر کر لیں۔

(۶) ہیڈ ماسٹر صاحب اور تحصیلدار صاحب یا مجسٹریٹ کی تصدیق اس امر کی ہونی چاہیئے۔ کہ لڑکی شریف خاندان سے ہے (۷) بوقت داخلہ سرٹیفکیٹ ..... پیش کرنا ہوگا۔ جس سے ثابت ہو کہ طالبہ انٹرنس پاس ہے۔ (۸) اگر سائنس نہ پڑھی ہو تو ۲۹ رجولائی سے پیشتر سائنس کی ایک کتاب کسی سے پڑھ لیں۔ (۹) میری دو لڑکیاں وومن میڈیکل سکول آگرہ میں پڑھتی ہیں۔ سعیدہ اختر تھرڈ ایئر میں اور محمودہ اختر سیکنڈ ایئر میں ہے۔ مزید حالات اس سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ (۱۰) اس محکمہ میں مسلمان لیڈی ڈاکٹروں کی اشد ضرورت ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ (۱۱) کرایہ ریل از قادیان تا آگرہ چھ روپے ہے۔

(خاکسار۔ عبدالرحمن احمدیہ سکول قادیان دارالامان)

کامیابی امتحان

نہایت خوشی سے یہ خبر لکھی جاتی ہے۔ کہ امسال حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر مولوی عبدالسلام صاحب عمر نے بفضلہ علی گڈھ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور مسٹر عبداللہ صاحب خلف مکرمی مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ ہم اس کامیابی پر خاندان خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور مکرمی مولوی محمد الدین صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجون ۱۹۳۵ء نمبر ۹

کلام الامام امام الکلام!

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خدا پر جھوٹ باندھنے والا ہلاک کیا جاتا ہے!

"خدا تعالیٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اُس کاذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ مہلت نہیں دیتا۔ اور ہلاک کرتا ہے۔ پس ہمارے مخالف مولویوں کی یہہ کیسی ایمانداری ہے۔ کہ منہ سے تو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لاکر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پالیتے۔ لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں۔ جس سے خدا ہمکلام ہوکر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور اس دعوے پر تئیس یا پچیس برس گذر جائیں یعنے وہ میعاد گذر جائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی میعاد تھی۔ اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے۔ اور حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب و توہین لازم آتی ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقہ کے ثابت کرنے کے لئے اسی استدلال کو پکڑا ہے کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ پر افترا کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا۔ اور تمام علماء جانتے ہیں۔ کہ خدا کی دلیل پیش کردہ سے استخفاف کرنا بالاتفاق کفر ہے۔ کیونکہ اس دلیل پر ٹھٹھا مارنا جو خدا نے قرآن اور رسول کی حقیت پر پیش کی ہے مستلزم تکذیب کتاب اللہ و رسول اللہ ہے اور وہ صریح کفر ہے۔ مگر ان لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے۔ شاید ان لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ پر افترا کرنا جائز ہے۔ اور ایک بدظن کہہ سکتا ہے۔ کہ شاید یہ تمام اصرار حافظ محمد یوسف صاحب کا اور ان کا ہر مجلس میں بار بار یہ کہنا کہ ایک انسان تئیس برس تک خدا تعالیٰ پر افترا کرکے ہلاک نہیں ہوتا۔ اس کا یہی باعث ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ چند افترا خدا تعالیٰ پر کئے ہوں۔ اور کہا ہو۔ کہ مجھے یہ خواب آئی یا مجھے یہ الہام ہوا۔ اور پھر اب تک ہلاک نہ ہوئے تو دل میں یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا اپنے رسول کریم کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا۔ تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے اور خیال کیا۔ کہ ہماری رگ جان خدا نے کیوں نہ کاٹ دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہہ آیت رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے۔ جو کروڑہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں۔ اور جن کے افترا سے دنیا تباہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ کا دعویٰ کرکے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعوے کرتا ہے۔ کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا۔ اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے۔ وہ اُس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے۔ جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے ایسا خبیث اس لائق نہیں۔ کہ خدا اس کو یہ عزت دے۔ کہ تو نے اگر میرے پر افتراء کیا۔ تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔ بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں۔ کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا۔ کوئی اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔" (اربعین ۳)

دُعا اے احمدی بزرگو! خدا کیلئے میں بے بس اور ناچار کے حال پر رحم فرما کر اُس مشکلکشا خدا کے حضور دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ تاکہ وہ رحیم و کریم ذات میں عاجز کو ہر قسم کے دُکھ سے نجات دے۔ اور میرے مُلائے اور جلے ہوئے دل کو سرسبز اور تازہ کرے۔ آمین۔ والسلام (خاکسار محمد سلطان)

ہدایات زرّیں برائے احمدی مبلغین

(۴)

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچویں ہدائیت!

پانچویں بات مبلغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ غلیظ نہ ہو۔ ظاہری غلاظت کے متعلق بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسجد میں کوئی تھوکتا ہے۔ تو یہ ایک غلطی ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ تھوک کو دفن کرتے

حضرت صاحبؑ کی طبیعت میں کتنی بردباری تھی۔ مگر آپ نے اس وجہ سے باہر لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ کہ ایک شخص نے کئی چیزیں ساگ فرنی۔ رزدہ۔ شوربا وغیرہ ملا کر کھایا۔ فرماتے تھے اس سے مجھے اتنی نفرت ہوئی۔ کہ قے آنے لگی۔ اس کے بعد آپؑ نے باہر کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ اور اس طرح لوگ اس فیض سے محروم ہو گئے۔ جو آپ کے ساتھ کھانا کھانے کے وقت انہیں حاصل ہوتا تھا۔

پھر حضرت صاحبؑ فرماتے۔ اور میری طبیعت میں بھی یہ بات ہے۔ کہ اگر استرے سے سر کو منڈوا کر کوئی سامنے آئے۔ تو بہت برا لگتا ہے اور مجھے تو اسے دیکھ کر سر درد شروع ہو جاتی ہے تو ظاہری صفائی اور ظاہری حالت کے عمدہ ہونے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ تاکہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو۔ اور وہ بات کرنا تو الگ رہا۔ دیکھنا بھی نہ چاہیں۔ مگر ظاہری صفائی سے میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ کالر اور نکٹائی وغیرہ لگانی چاہیئے۔ اور بال ایک خاص طرز کے بنائے جائیں۔ ان میں سے بعض باتوں کو تو ہم لغو کہیں گے۔ اور بعض کو ناجائز مگر جو ضروری صفائی ہے یعنے کوئی غلاظت نہ لگی ہو یا کوئی بودار چیز نہ لگی ہو۔ اس کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ ہاں یہ بھی نہ کرے۔ کہ ہر وقت کپڑوں اور جسم کی صفائی میں لگا رہے۔ کیونکہ اگر ایسا کریگا تو پھر کام خراب ہو جائے گا۔

چھٹی ہدائیت

چھٹی بات مبلغ کے لئے یہ ہے جس میں بہت کوتاہی ہوتی ہے۔ کہ جو مبلغ دورے پر جاتے ہیں۔ وہ خرچ بہت کرتے ہیں۔ میرے نزدیک مبلغ کے لئے صرف یہی جائز ہے کہ وہ کرایہ لے۔ کھانے کی قیمت لے۔ بار رہائش کے لئے اسے کچھ خرچ کرنا پڑے تو وہ لے۔ گویا میرے نزدیک قوت لا یموت یا ایسے اخراجات جو لازمی طور پر کرنے پڑیں۔ ان سے زیادہ لینا ان کے لئے جائز نہیں ہے مثلاً مٹھائی وغیرہ یا اور کوئی مزہ کے لئے چیزیں خریدی جائیں۔ تو ان کا خرچ اپنی گرہ سے دینا چاہیئے۔ ہماری حالت اور ہمارے کام کی حالت کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ کہ اس قسم کے اخراجات فنڈ پر ڈالے جائیں۔ میں نے مولوی صاحبؓ کے زمانہ میں دوستوں کے ساتھ دو دفعہ سفر کیا ہے مگر میرے نزدیک دوستوں کی جو زائد چیزیں تھیں ان کا خرچ اپنے پاس سے دیا۔ اور خود اپنا خرچ تو میں لیا ہی نہ کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ کئی آدمیوں کے بنارس تک کے خرچ پر صرف ستر روپے خرچ آئے تھے۔

پس جہاں تک ہو سکے۔ مبلغ کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ بہت کم خرچ کرے۔ کیونکہ یہ چندہ نہ ہوتا ہے دوسروں کے لئے۔ اگر یہی اسراف کرے گا۔ تو لوگ معترض ہونگے۔ اگر ایک تنخواہ دار اپنی تنخواہ میں سے خرچ کرتا ہے تو اس کا مال ہے۔ وہ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس طرح کا خرچ ہو جس طرح کا مبلغوں کا ہوتا ہے۔ اور ایک پیسہ بھی اسراف میں لگائے۔ تو لوگ کہتے ہیں لٹلے تللے خرچ کرتے ہیں۔ اپنی جیب سے تھوڑا ہی نکلتا ہے۔ کہ پرواکریں۔ اور جب لوگوں کو اس طرح کے اعتراض کا موقعہ دیا جائیگا۔ تو وہ چندہ میں سستی کرینگے۔

ساتویں ہدائیت

ساتویں بات یہ ہے کہ مبلغ میں خودستائی نہ ہو بہت لوگوں کی تباہی کی یہی وجہ ہوئی ہے۔ خواجہ اپنے لیکچروں کی تعریف خود لکھتا۔ اور دوسروں کی طرف سے شائع کرانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مولوی صدرالدین خواجہ صاحب کے ایک لیکچر کی رپورٹ حضرت خلیفہ اولؓ کو سنا رہا تھا۔ کہ مولوی صاحب نے اوس کے ہاتھ سے وہ کاغذ لے لیا۔ اس کی پشت پر لکھا ہوا تھا۔ کہ جہاں جہاں میں نے اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں کہ میں نے یہ کہا یا میری نسبت یہ کہا گیا۔ وہاں خواجہ صاحب لکھ کر شائع کرا دیا جائے۔ حضرت مولوی صاحب نے وہ خط پڑھ کر مجھے دے دیا۔ اور میں نے اس کی پشت پر یہ ہدایت لکھی ہوئی دیکھی۔ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہے۔ پس مبلغ کو کبھی اس بات پر زور نہ دینا چاہیئے۔ کہ فلاں جگہ میں نے یہ بات کہی۔ اور اس کی اس طرح تعریف کی گئی۔ یا اس کا ایسا نتیجہ نکلا۔ کہ مخالف دم بخود ہو گیا۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ سنائیں۔ ہم نے یہ بات کہی اور اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ لوگ عش عش کرنے لگے۔ اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگ تعریف کریں۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں شک نہیں۔ کہ اپنے کام کا نتیجہ اور کامیابی سنانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت صاحب سنایا کرتے تھے۔ مگر یہ انتہائی مقام کی باتیں ہیں۔ ابتدائی حالت کی نہیں۔ پس مبلغوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے لیکچروں اور مباحثوں کی خاطر تعریفیں نہ سنایا کریں۔ اور صرف اتنی ہی بات بتائیں۔ جتنی ان سے پوچھی جائے۔ اور وہی بات بتائیں۔ جو انہوں نے کہی۔ آگے اس کے اثرات نہ بیان کیا کریں۔ یہ بتانا ان کا کام نہیں۔ بلکہ اس مجلس کا کام ہے۔ جس میں وہ اثرات ہوئے وہ خود بتاتے پھریں۔ کسی مبلغ کا یہ کہنا کہ میں نے فلاں مخالف کو یوں پکڑا۔ کہ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اور اس کا رنگ فق ہو گیا۔ جائز نہیں۔ یہ تم نہ کہو۔ بلکہ وہ لوگ کہیں گے۔ جنہوں نے ایسا ہوتے دیکھا۔ تمہارے منہ سے ایک بھی ایسا لفظ نہ نکلے۔ جس سے تمہاری خوبی ظاہر ہوتی ہو۔ تم صرف واقعات بیان کر دو۔ اور آگے اثرات کے متعلق کچھ نہ کہو۔ یہ بات نوجوان اور مبتدی مبلغوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور جو استاد ہو جائیں۔ انہیں دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے بیان کرنا بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے۔

آٹھویں ہدایت آٹھویں بات یہ ہے کہ عبادات کے پابند بنو۔ اس کے بغیر نہ تم دنیا کو فتح کر سکتے ہو۔ اور نہ اپنے نفس کو۔ فرض عبادات تو ہر ایک مبلغ ادا کرتا ہی ہے۔ لیکن ان کے لئے تہجد پڑھنا بھی ضروری ہے۔ صحابہ کے وقت تہجد نہ پڑھنا عیب سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب تہجد پڑھنے والے کو ولی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ روحانیت میں ترقی کرنے کے لئے تہجد اور نوافل پڑھنے ضروری ہیں۔ دوسرے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ مگر مبلغ کے لئے تو بہت ہی ضروری ہیں۔ پس اگر زیادہ نہیں تو کم ہی پڑھ لے۔ آٹھ کی بجائے دو ہی پڑھ لے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو یہاں تک کرے۔ کہ نماز سے پہلے پانچ منٹ لیٹے لیٹے استغفار پڑھ لے۔ اور آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھاتا جائے۔

اس کے علاوہ ذکر الٰہی اور دوسری عبادتوں کا بھی شغل رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے بغیر روح کو جلا نہیں ہوتا۔ فرائض تو ایسے ہیں۔ کہ اگر کوئی ان کو ادا نہ کرے۔ تو مبلغ رہتا ہی نہیں۔ اور فرائض تو ادا کئے ہی جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر مسجد میں نہ آئے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ لوگ کہیں گے اچھا مبلغ ہے۔ لیکن قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے اور روحانیت میں ترقی حاصل کرنے کے لئے نوافل پڑھنے ضروری ہیں۔ اور دیگر اذکار کی بھی بہت ضرورت ہے۔

نویں ہدایت نویں چیز مبلغ کے لئے دعا ہے۔ دعا خدا کے فضل کی جاذب ہے۔ جو شخص عبادت تو کرتا ہے۔ مگر دعا کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس میں بھی کبر ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی مدد کی اور اس کے انعام کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ حالانکہ موسیٰؑ جیسا نبی بھی خدا تعالیٰ سے کہتا ہے رب انی بما انزلت الی من خیر فقیر کہ جو کچھ تیری طرف سے مجھ پر بھلائی نازل ہو میں اس کا محتاج ہوں۔ پس جب حضرت موسیٰؑ نبی ہو کر خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ تو معمولی مومن کیوں محتاج نہ ہوگا۔ ہر ایک مبلغ کو دعا سے ضرور کام لینا چاہیئے۔ اور اس کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔

دسویں ہدایت دسویں چیز مبلغ کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس میں انتظامی قابلیت ہو۔ اگر اس میں یہ قابلیت نہ ہوگی تو اس کا دائرہ عمل بہت محدود ہوگا اور اس کی کوششوں کا دائرہ اس کی زندگی پر ہی ختم ہو جائیگا۔ اس لئے اسے اس بات کی بھی فکر ہونی چاہیئے۔ کہ جس کام کو اس نے شروع کیا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ہی ختم نہ ہو جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے قائم مقام بنائے۔ دیکھو رسول کریم صلعم مبلغ تھے۔ مگر آپ مبلغ گر بھی تھے۔ ہمارے مبلغوں کی اس طرف قطعاً توجہ نہیں ہے۔ وہ یہ کوشش نہیں کرتے کہ جہاں جائیں وہ اپنے قائم مقام بنائیں۔ اور کام کرنے والے پیدا کریں تاکہ انتظام اور ترتیب کے ساتھ کام جاری رہے۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مبلغ جن لوگوں کو دوسروں کی نسبت زیادہ لائق دیکھیں۔ اور جو شوق رکھیں۔ ان کو مختلف مسائل کے دلائل سکھائیں۔ اور ہر بار ان میں اضافہ کرتے رہیں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ انہوں نے پہلے دلائل کو یاد کر لیا ہے یا نہیں۔ اور پھر انہیں یہ بھی کہیں کہ ہمارے بعد تم تبلیغ کرنا۔ اور اس کے متعلق ہمیں اطلاع دیتے رہنا۔ میں نے تالیف و اشاعت کے دفتر کو اس کے متعلق تاکید کی تھی۔ کہ ہر جگہ تبلیغ کرنے والے مقرر کئے جائیں۔ اور اس نے نیم مردہ سی تحریک بھی کی۔ جو اسی حالت میں رہی۔ کئی جگہ تبلیغی سکرٹری مقرر ہی نہیں ہوئے۔ اور کسی جگہ مقرر ہوئے تو انہوں نے کچھ کیا نہیں۔ دراصل ان کو پہلے خود زندہ ہونا چاہیئے۔ اور زندگی کے علامات ظاہر کرنے چاہئیں۔ تاکہ دوسروں کو زندہ کر سکیں۔ لیکن جبکہ وہ خود مُردہ حالت میں پڑے ہیں۔ تو انسے کسی کام کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

غرض جہاں مبلغ جائیں۔ وہاں دوسروں کو تبلیغ کرنا سکھائیں۔ اور بتائیں کہ اس طرح بحث کرنی چاہیئے۔ بحث کرنا اور بات ہوتی ہے۔ اور لیکچر دینا اور۔ اس لئے بحث اور دوسرے مذاہب کے متعلق گفتگو کرنے کے گر سکھانے چاہئیں۔ تاکہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں۔ جو ان کے بعد کام کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیارھویں ہدائیت گیارہویں بات جس کا یاد رکھنا مبلغ کے لئے ضروری ہے۔ وہ نازک امر ہے۔ بہت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں رکھتے۔ اس لئے بعض دفعہ زک پہنچ جاتی ہے۔ میں نے اس سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا ہے۔ اور یہ ان باتوں میں سے ہے جو بہت سہل الحصول ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ بہت لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھو۔ اور اس کے ساتھ ہی کبھی یہ خیال اپنے دل میں نہ آنے دو کہ تم اس کے مقابلہ میں کمزور ہو۔

مجھے مباحثات کم پیش آئے ہیں۔ اس لئے میں اس معاملہ میں کم تجربہ رکھتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض دفعہ نہایت کم علم اور معمولی سے آدمی نے ایسا اعتراض کیا ہے۔ کہ جو بہت دزنی ہوتا ہے۔ اور کئی دفعہ میں نے بچوں کے منہ سے بڑے بڑے اہم اعتراض سُنے ہیں۔ اس لئے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارا مد مقابل کم علم اور جاہل انسان ہے۔ اور اس کی ہمیں کیا پروا ہے۔ بلکہ یہی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ بہت بڑا دشمن ہے۔ اور اگر بچہ سامنے ہو۔ اور اس کا رُعب نہ پڑ سکے۔ تو یہ خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ ممکن ہے میرا امتحان ہونے لگا ہے۔ پس ایک طرف تو خواہ بچہ ہی مقابلہ پر ہو۔ اس کو حقیر نہ سمجھو۔ بلکہ بہت قوی جانو۔ اور دوسری طرف اس کے ساتھ ہی تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ ہمیں کسی کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ گویا نہ تو مد مقابل کو حقیر سمجھنا چاہیئے۔ اور نہ مایوس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب خدا تعالےٰ پر اعتماد ہو۔ تو اس کی طرف سے ضرور مدد آتی ہے۔ اور خدا ہی کی مدد ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ ورنہ کون ہے۔ جو سب دنیا کے علم پڑھ سکتا ہے۔ پھر کون ہے۔ جو سب اعتراضات نکال سکتا ہے۔ اور پھر کون ہے جو ان کے جوابات سوچ سکتا ہے۔ ہر انسان کا دماغ الگ الگ باتیں نکالتا ہے۔ اس لئے خدا پر ہی اعتماد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہی ہماری مدد کریگا۔ اور ہم کامیاب ہوں گے۔ اور ادھر دشمن کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ جب یہ دو باتیں ایک وقت میں انسان اپنے اندر پیدا کر لے۔ تو وہ کبھی زک نہیں اُٹھا سکتا۔ مگر دیکھا گیا ہے۔ کہ اکثر لوگ جب ایک دو دفعہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور اچھا بولنے لگتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں کون ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ بہت بڑا سمجھنا چاہیئے۔ ہاں ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد ہونا چاہیئے۔ کہ اگر دشمن قوی ہے تو میرا مددگار بھی بہت قوی ہے۔ اس لئے دشمن میرے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکے گا۔ جب یہ دو باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں۔ تو اول تو خدا اس کے دشمن کی زبان پر کوئی اعتراض ہی جاری نہیں کرے گا۔ اور اگر کریگا۔ تو اس کا جواب بھی سمجھا دیگا۔ ایک دفعہ یہاں ایک انگریز پادری آیا۔ والٹر اس کا نام تھا۔ احمدیت کے متعلق ایک کتاب بھی اس نے لکھی ہے۔ اب مر گیا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ قرآن انجیل اور توریت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر ان میں آپس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگرچہ میں قرآن کی تصدیق کرنے کے اور معنے کیا کرتا ہوں۔ اور میرے نزدیک جب ایسے موقعہ پر لام صلہ آئے تو اس کا اور ہی مطلب ہوتا ہے۔ مگر اس وقت میرے دل میں یہی ڈالا گیا۔ کہ کہو۔ ہاں تصدیق کرتا ہے اور بتایا گیا۔ کہ وہ کوئی اختلاف پیش ہی نہیں کر سکے گا۔ اوس نے کہا۔ ان میں تو اختلاف ہے۔ پھر تصدیق کے کیا معنی۔ میں نے کہا کوئی اختلاف پیش تو کرو۔ اس پر وہ خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا۔ ایک اختلاف۔ اختلاف تو بیسیوں ہیں۔ میں نے کہا۔ ایک ہی پیش کرو۔ یہ باتیں میرے منہ سے خدا ہی کہلوا رہا تھا۔ ورنہ اختلاف تو فی الواقعہ موجود ہیں۔ گو اس قسم کے اختلاف نہیں ہیں۔ جس قسم کے اس کی مراد تھی۔ وہ پادری تھا۔ اور انجیل کا ماہر۔ اگر کوئی اختلاف پیش کر دیتا۔ تو بات لمبی جا پڑتی۔ مگر چونکہ میرے دل میں ڈالا گیا تھا۔ کہ وہ کوئی اختلاف پیش نہیں کر سکیگا۔ اس لئے میں نے زور دیکر کہا۔ کہ کوئی اختلاف تو پیش کرو۔ اوس نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا۔ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ کہ مسیح پرندہ پیدا کیا کرتا تھا۔ انجیل میں اس طرح نہیں لکھا۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب آپ تو سمجھدار آدمی ہیں۔ اور تاریخ نویسی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ بتائیں۔ کیا اگر ایک مؤرخ کچھ واقعات کو اپنی کتاب میں درج کر دے۔ اور دوسرا ان کو درج نہ کرے۔ تو یہ کہا جائے گا۔ کہ ان کتابوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ یہ سنکر اس کے ساتھ جو دو انگریز تھے۔ ان کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ اور انہوں نے کہا۔ فی الواقعہ یہ تو کوئی اختلاف نہیں۔ اس پر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ پس جب انسان خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر لیتا ہے۔ تو خدا خود اس کی مدد کرتا ہے۔ اور اسے دشمن پر خواہ اس کا دشمن کتنا ہی قوی ہو کامیاب کر دیتا ہے۔

بارھویں ہدائیت بارھویں بات جس کا میں نے بارہا تجربہ کیا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ میں نے اسے استعمال کیا ہو۔ اور اس کا فائدہ نہ دیکھا ہو۔ یہ ہے کہ جب انسان تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ذہن میں جتنے علوم اور جتنی باتیں ہوں۔ انکو نکال دے۔ اور یہ دعا کر کے کھڑا ہو۔ کہ اے خدا جو کچھ تیری طرف سے سمجھایا جائے گا میں وہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کروں گا۔ جب انسان اس طرح کرے۔ تو اس کے دل سے ایسا علوم کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ جو بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور کبھی بند نہیں ہوتا۔ اس کی زبان پر ایسی باتیں جاری ہوتی ہیں۔ کہ وہ خود نہیں جانتا۔

اس گُر کا میں نے بڑا تجربہ کیا ہے بعض دفعہ ایسا ہی ہوا ہے۔ کہ میں پانچ پانچ منٹ تقریر کرتا چلا گیا ہوں۔ مگر مجھے پتہ نہیں لگا۔ کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ خود بخود زبان پر الفاظ جاری ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد جا کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس امر پر تقریر کر رہا ہوں۔ پچھلے ہی دنوں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے خطبۂ نکاح کے وقت ایسا ہی ہوا۔ جب میں کھڑا ہوا۔ تو پتہ نہیں تھا۔ کہ کیا کہنے لگا ہوں۔ مگر کچھ منٹ بول چکا۔ تو پھر بات سمجھ آئی۔ کہ اس مضمون کو بیان کر رہا ہوں۔

یہ بات بہت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اور ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ یہاں ہر طبقہ کے آدمی ہیں۔ اور دوسرے بھی جب اعلےٰ درجہ پر پہنچیں گے۔ تو اس کو سمجھ لیں گے اس لئے میں اسے بیان کرتا ہوں۔ جب انسان تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو بالکل خالی الذہن ہو کر کھڑا ہو۔ اور اسی بات پر اسے بھروسہ ہو کہ جو کچھ خدا بتائیگا۔ وہی بیان کروں گا۔ یہ تو کل کا ایک ایسا مقام ہے۔ کہ انسان جو کچھ جانتا ہے اسے بھی بھول جاتا ہے۔ ان لوگوں کو بھول جاتا ہے۔ جو اس کے سامنے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنا نام تک بھول جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ وہ نہیں جانتا۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور اس کا کیا مطلب ہے مثلاً وہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا کی عبادت کرو۔ ان الفاظ کو تو سمجھتا ہے اور ان کا مطلب بھی جانتا ہے۔ مگر یہ اسے پتہ نہیں ہوتا۔ کہ میں نے یہ کیوں کہا ہے اور کس مضمون کے بیان کرنے کے لئے میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ جب وہ ایسی حالت میں ہوتا ہے۔ تو پھر یکدم اس پر کشف ہوتا ہے۔ کہ یہ بات ہے۔ جس کو تو بیان کرنے لگا ہے۔ مگر یہ بات پیدا ہوتی ہے اپنے آپ کو گرا دینے سے۔ جب کوئی انسان اپنے آپ کو بالکل گرا دیتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اسے اٹھاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھے۔ کہ میرے پاس علم ہے۔ میں خوب لیکچر دے سکتا ہوں۔ مجھے سب باتیں معلوم ہیں ان کے ذریعہ میں اپنا لیکچر بیان کروں گا تو اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملتی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اگر لیکچر کے لئے کھڑے ہوتے وقت بالکل خالی الذہن ہو کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ تو پھر لیکچر کے لئے نوٹ کیوں لکھے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح لیکچر کے وقت میں نے بتایا ہے کہ بالکل خالی الذہن ہونا چاہیئے۔ اسی طرح جن لیکچروں کے لئے جوابوں کی کثرت یا مضمون کی طوالت یا اس کی مختلف شاخوں کے سبب سے نوٹ لکھنے ضروری ہوں۔ ان کے نوٹ لکھتے وقت یہی کیفیت دماغ میں پیدا کرنی چاہیئے۔ اور پھر نوٹ لکھنے چاہئیں۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اور اس وقت جو کچھ خدا تعالیٰ لکھاتا جاتا ہے وہ لکھتا جاتا ہوں۔ پھر ان میں اور باتیں بڑھا لوں۔ تو اور بات ہے۔ اسی سالانہ جلسہ پر لیکچر کے وقت ایک اعتراض ہوا تھا۔ کہ فرشتوں کا چشمہ تو خدا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے اور وہ اس چشمہ سے لیکر آگے پہنچاتے ہیں۔ مگر شیطان کا چشمہ کیا ہے۔ اس اعتراض پر دس پندرہ منٹ کی تقریر میرے ذہن میں آئی تھی۔ اور میں وہ بیان ہی کرنے لگا تھا۔ کہ یک لخت خدا تعالیٰ نے یہ فقرہ میرے دل میں ڈال دیا۔ کہ شیطان تو چھینتا ہے نہ کہ لوگوں کو کچھ دیتا ہے۔ اور چھیننے والے کو کسی ذخیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ایسا مختصر اور واضح جواب تھا۔ کہ جسے ہر ایک شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا تھا۔ لیکن جو تقریر کرنے کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ وہ ایک تو لمبی تھی۔ اور دوسرے ممکن تھا۔ کہ علمی لحاظ سے وہ ایسی مشکل ہو جاتی۔ کہ ہمارے دیہاتی بھائی اسے نہ سمجھ سکتے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ دل میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ بہت جامع اور نہایت زود فہم ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر جس قدر سننے والوں پر ہوتا ہے اتنا کسی لمبی سے لمبی تقریر کا بھی نہیں ہوتا۔ پس تم یہ حالت پیدا کرو۔ کہ جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو۔ تو بالکل خالی الذہن ہو اور خدا تعالےٰ پر تمہارا سارا مدار ہو۔ اگرچہ یہ حالت پیدا کر لینا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ اور بہت مشکل بات ہے لیکن ہوتے ہوتے جب اس کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ تو بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (باقی ہے)

دیانندی مشن

پیدائش عالم

(۴)

کرم سے جنم اور جنم سے کرم

اگر کسی سماجی سے سوال کیا جائے کہ بھائی آپ جو یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ انسان اپنے کرموں انوسار (مطابق) جنم لیتا ہے۔ تو ذرا یہ بھی بتا دو۔ کہ یہ کرم جنم سے پہلے ہو ہی کیسے سکتے ہیں۔ تو جواب ملا کرتا ہے۔ کہ جناب جنم سے پہلے کرم اور کرم سے پہلے جنم اور اسی طرح یہ سلسلہ پرواہ سے انادی ہے نہیں کہہ سکتے کہ کرم پہلے ہیں۔ یا جنم پرواہ سے انادی سلسلہ کیا ہے۔ ایک گورکھ دھندا ہے۔ کہ ہر پھر کر ہمارے سماجی وہیں آ پھنستے ہیں۔ حالانکہ یہ آسان بات ہے۔ کہ ہم سمجھ لیں کہ یہ ضروری ہے کہ یا کرم پہلے ہوں۔ یا جنم دونوں ایک ہی وقت سے تو ہو ہی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکتے۔ اور نہ سماجی ہی مانتے ہیں۔ اب چاہے کسی حالت کو اول مانو تسلسل غت ربود ہے تو فرض کرو جنم پہلے ہے۔ (اور یہی سچ ہے اور اکثر اہل ہنود کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ پہلے پرمیشر نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کے اعمال کے بدلے اسے جنم دیتا ہے لیکن پیدائش اول بلا کرموں کے ہے) اب اس جنم کو ابتدا ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔ پس اب اس کے بعد کے جتنے جنم ہونگے ان کا آغاز ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اور ان کے مجموعہ کا قدیم ہونا باطل ثابت ہوا۔ اگر کرموں کو اول مانا جاوے۔ تو یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جاوے۔ تو پھر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ کرم اپنے مابعد آنے والے جملہ کرموں اور جنموں کے حادث اور با آغاز ہونے کی دلیل ہیں اور یہ کرم خود ہی حادث ہو گئے۔ کیونکہ انکے بعد جو جنم ہوئے ان سے یہ کرم نابود ہو گئے۔ پس ان کرموں جنموں کا سلسلہ بھی فانی ہے۔ اسی طرح جس قدر تسلسل کی صورتیں پیش کی جائیں ادنیٰ سی توجہ سے وہ باطل ثابت کی جا سکتی ہیں۔

چند اور عقلی دلائل!

چونکہ یہ مسئلہ آریوں کی جائے پناہ ہے اس لئے دل چاہتا ہے۔ کہ کچھ اور تردیدی عقلی دلائل لکھے جاویں۔ شاید کہ کوئی سعید روح فائدہ اُٹھاوے۔

قدیم ہستیوں کے درمیان دور تسلسل واقع ہو ہی نہیں سکتا

چونکہ قدیم ہستی بمعہ اپنے جملہ صفات اور لوازمات کے قائم بالذات ہوتی ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ہم کسی قدیم ہستی کی کسی حالت کو بھی پلٹ دیں مثلاً مادہ جو قدیم ہے۔ اگر اسے ہم متحرک بالذات مانیں تو یہ محال ہو گا۔ کہ ہم اس کی حرکت کو بند کر دیں۔ اگرچہ ہم کسی قدر بھی طاقت کیوں نہ رکھتے ہوں۔ لیکن کسی چیز کے سبھاؤ کے گنوں کا بدلنا ہمارے اختیار میں تو کیا آریوں کے پرمیشر کے بھی اختیار سے باہر ہے

اسی طرح اگر مادہ کو ساکن بالذات مانا جاوے تو اس کے سکون کو توڑ دینا کسی کی طاقت میں نہیں ہے اور اگر ہم ایسا کر سکیں۔ تو یہ کہنا ہو گا۔ کہ سکون قدیم سے نہیں تھا۔ اور یا یہ کہو کہ قدیم صفات کا بدلنا بھی ممکن ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بہر حالت یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ قدیم صفت یا حالت کا بدلنا ناممکن ہے۔ اب اس اصول کو مدنظر رکھ کر سوچو کہ مادہ عالم جو قدیم ہے۔ اس میں دور تسلسل کیونکر واقع ہو سکتا ہے۔ مادہ یا تو متحرک بالذات ہے یا ازل سے ساکن ہے۔ اب اگر کوئی سماجی کہے کہ یہ جو مادہ میں حرکت و سکون باری باری دیکھنے میں آتا ہے یہ پرواہ سے انادی سلسلہ ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ چونکہ حرکت و سکون کے بغیر تو کوئی تیسری حالت ہی نہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ یا تو جب سے مادہ ہے تب ہی سے وہ ساکن ہو گا۔ یا متحرک پس جو حالت بھی تم مانو گے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔ اور سوال کریں گے۔ کہ بتاؤ وہ قدیم حالت کسی حالت میں بھی فنا ہو سکتی ہے؟ یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ کہ قدیم حالت کا فنا ہونا محالات سے ہے۔ پس اگر کہو کہ ساکن تھا۔ تو حرکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور اگر متحرک کہو تو سکون کیحالت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر دور تسلسل کس جانور کا نام ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مادہ مخلوق ہے۔ اور اسی لئے وہ حرکت و سکون دونوں حالتوں کو قبول کر سکتا ہے۔ آریہ سماجی فلاسفر مانتے ہیں کہ مادہ کو حرکت خدا نے دی ہے۔ چنانچہ سانکھ کا مترجم سوامی درشنانند لکھتا ہے۔

"مادہ حرکت سے مبرا ہے اس کو حرکت پرمیشور کے سبب سے نصیب ہوتی ہے"

(ملخصاً سانکھ درشن سوتر ۱۹۶ ادھیائے اول)

اب کیا درشنانند جی کا قائمقام کوئی شاگرد یہ بتا سکتا ہے۔ کہ حرکت سے پہلے مادہ جو ساکن تھا۔ تو وہ سکون ازلی تھا یا وہ بھی کسی دوسرے باعث سے تھا۔ اگر کہو ازلی تھا۔ تو پھر ازلی کا ناش تو محال ہے۔ شاید کہا جائے۔ کہ یہ حرکت عارضی طور پر ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد پھر وہی سکون آجاتا ہے۔ وہ ناش نہیں ہوتا۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جس قدر عرصہ حرکت رہتی ہے۔ اس وقت بھی مادے میں سکون ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کہو کہ ہوتا ہے تو یہ بے وقوفی ہے۔ اگر کہو نہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ.... وہ کہاں گیا۔ کیا اس وقت وہ ناش ہوا یا نہیں۔ اگر تھوڑے عرصہ کے لئے بھی وہ ناش ہو گیا۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ یہ ممکن ہے کہ وہ بالکل ہی ناش ہو جاوے۔ حضرات یہ ناممکن ہے کہ عارضی طور پر بھی قدیم کے سبھاوک گنوں میں تغیر واقع ہو۔ آسانی فہم کے لئے تھوڑی دیر کے لئے مان لو کہ مادہ متحرک بالذات ہے۔ اب بتاؤ کہ اس حرکت کو کوئی بند کر سکتا ہے یقیناً نہیں۔ پس اسی طرح سکون کو توڑ کر متحرک بنانا بھی محال ہے اور جن اشیاء کے اندر تم ایک حالت سے دوسری پیدا ہوتے دیکھو گے وہ سب مرکبات ہی ہوں گی۔ اور مرکبات سب کی سب فانی ہوتی ہی ہیں۔ پس اس سے یہ بھی قیاس کر لو۔ کہ تمہارا قدیم مادہ جو تغیرات کے تابع ہے وہ قدیم نہیں ہے۔

(ب) تسلسل کبھی واقع نہیں ہو سکتا جب تک ہم جنس چیزیں محدود المقام نہ ہوں۔ لیکن جو محدود المقام ہے۔ وہ ضرور مخلوق ہو گی۔ پھر اس کے تسلسل کا پرواہ سے انادی ہونا ضرور غلط ہے

پہلی بات کہ جب تک ہم جنس چیزیں محدود المقام نہ ہوں۔ تسلسل کا واقع ہونا محال ہے۔ محتاج ثبوت نہیں۔ کیونکہ ہر عقل مند یہ مانتا ہے کہ دو ہم جنس لامحدود چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں۔ تسلسل تو رہا ایک طرف اور اگر کوئی شخص کہے خدا جو ہر جگہ ہے وہ آیا اور گیا تو یہ بے ہودہ بات ہے۔ پس لامحدود چیزیں چونکہ اس آنے جانے کے قصے سے بری ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان تسلسل آمد و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رفت واقع ہونا ناممکن ہے۔ پس ماننا پڑا۔ کہ دور تسلسل صرف محدود المکان اشیاء میں ہی ہوتا ہے۔

اب دوسری بات کہ جو چیز محدود المکان ہے وہ مخلوق ہے۔ اس طرح ثابت ہوتی ہے۔ کہ قدیم شے کا جاء وقوع یا مکان بھی قدیم ہی ہونا چاہیئے مثلاً اگر میں قدیم ہوں۔ تو جب سے ہوں تب سے کسی جگہ ہوں۔ اب یہ جگہ ایک ہی مقررہ جگہ ہو سکتی ہے کیونکہ میرا وجود محدود ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اس جائے مخصوص سے باہر جا سکوں۔ کیونکہ وہ جگہ ازل سے میرے ساتھ ہے۔ آج میں کیسے وہاں سے الگ ہو سکتا ہوں۔ اور اگر باہر جا سکتا ہوں۔ تو پھر ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ازل سے میرا اس جگہ سے تعلق نہیں ہے۔ اور نہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے تعلق تھا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ یا یوں کہو کہ میری ازلی جاء قیام کوئی نہیں۔ حالانکہ میں ازلی ہوں۔ اور یہی بات ناممکن ہے۔ پس اگر میں ازلی ہوں۔ تو میری جاء قیام بھی ازلی ہی ہونی چاہیئے کہ جس سے الگ ہونا محال ہوگا۔ مگر یہ تجربہ کے برخلاف ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ محدود وجود ساکن سے متحرک کئے جاتے ہیں۔ اور کوئی محدود شے کسی خاص جگہ میں ہی معلق نظر نہیں آتی۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ یہ سب محدود اشیاء مخلوق ہیں۔ اور جب یہ محدود اشیاء مخلوق ٹھہریں۔ تو ان کا تسلسل قدیم کیسا ہوا۔ یہ شاید کوئی آریہ مہاشہ ہی سمجھے تو سمجھے۔

ہم اس جگہ سانکھ درشن سے ایک حوالہ دیتے ہیں۔ کہ جس سے محدود کے مخلوق ہونے پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ دیکھو سانکھ ادھیا اول سوتر۔

"سوال۔ محدود چیز کیوں جگت کا ادپادان کارن نہیں ہو سکتی۔

جواب۔ محدود چیزوں کی پیدائش شاستر اور انومان سے ثابت ہوتی ہے۔ جس کی پیدائش ہوگی۔ اس کا ناش بھی ہوگا۔

کیوں سماجی دوستو جس کی پیدائش شاستر اور انومان سے ثابت ہے۔ اس کا سلسلہ کس طرح قدیم ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی بتا دو۔

کہ یہاں پر کرتی کو لامحدود کہکر سانکھ درشن کے مصنف نے اپنے دہریہ ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ کیونکہ اگر واقعی پرکرتی لامحدود ہے۔ تو اس پر ہمارے پرمیشر کا کیا احاطہ ہے۔ کیا بلحاظ علم کے۔ کیا بلحاظ قدرت کے۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ یہ لامحدود پرکرتی اس پرمیشر کی ملکیت کیسے ہو سکتی ہے۔ جبکہ اسے علم بھی نہیں۔ کہ اس پرکرتی کی انتہاء بھی ہے یا نہیں (مالک ہوں تو ایسے ہی ہوں)

دو قدیم وجودوں کا اتصال اور انفصال قدیم نہیں ہو سکتا

اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ دو قدیم ہستیوں کے درمیان دور تسلسل واقع ہو سکتا ہے تو بھی یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ تسلسل انادی ہے کیونکہ اگر دو قدیم ہستیوں کے اتصال سے پیدائش مانی جائے۔ اور انفصال سے وفات تو یہ اتصال وانفصال کا سلسلہ حادث ہوگا۔

سوچو! کہ وہ دو قدیم ہستیاں جب سے ہیں۔ کس حالت میں ہیں۔ اتصال کی حالت میں یا انفصال کی صورت میں۔ اگر صورت اول ہے تو صورت ثانی کا پیدا ہونا محال ہے۔ اور اگر صورت ثانی یعنی انفصال تو اس کا آغاز صورت اول یعنے اتصال کے حادث ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ اور اسی پر دوسری صورت کا قیاس کر لو۔ بہرکیف اتصال اور انفصال کا سلسلہ انادی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی فضول مان لے۔ تو یہ دوش آئے گا۔ کہ جب سے اتصال ہے تب ہی سے انفصال ہے۔ حالانکہ یہ باطل امر ہے۔ کیونکہ زندگی اور موت ایک ہی وقت سے ایک ہی وجود کے ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ پہلے زندگی ہوگی اور زوال بعد موت۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی ہمارا ویدک دھرمی دوست اس جگہ یہ کہے۔ کہ چونکہ اتصال اور انفصال اسباب عالم کے خاص خاص حالتوں کے جمع ہونے پر موقوف ہے۔ جیسے سورج اگرچہ پانی کو اپنی گرمی سے بخارات بنا دیتا ہے۔ مگر جب تک سورج اور پانی بالمقابل نہ ہوں۔ تب تک بخارات کا پیدا ہونا محال ہے۔ علے ہذا القیاس ہر ایک قسم کی پیدائش اور فنا بھی اسباب ضروریہ کے باہم ملنے سے ہوتی ہے۔ اور اس پیدائش اور فنا کی اس لئے ابتداء نہیں ہے۔ کہ یہ اسباب ہمیشہ سے ہیں۔ اور ان کا خاص حالتوں میں آنا انادی (دائمی) ہے۔

بظاہر نظر مذکورہ بالا بحث آریہ سماجیوں کی کچھ ڈھارس بندھا دیتی ہے۔ لیکن عذر گناہ بدتر از گناہ کی زندہ مثال یہی بحث ہے۔ کون عقلمند اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ جو دائمی اسباب ازل سے کسی خاص حالت میں ہوں۔ وہ بعد ازاں کسی اور حالت میں بھی آ سکتے ہیں۔ فرض کرو ازل سے سورج ہے۔ اور ازل سے پانی ہے۔ اب کیا یہ ممکن ہے۔ کہ پانی آج بھاپ بن جائے۔ یا سورج جو پانی سے الگ ہے پانی سے ملجاوے۔ جب سورج اور پانی ازل سے بالمقابل نہیں۔ تو وہ کبھی بھی ایک دوسرے کے مقابل نہ ہونگے۔ خواہ سماجک پرمیشر اپنا سارا زور خرچ کر دے۔ کیونکہ وہ اسباب جو اس ملاپ کو روکنے کا سبب ہیں وہ بھی قدیم ہیں۔ اس لئے وہ بھی کبھی دور نہیں ہو سکتے۔ اگر آریہ سماجیوں کی مذکورہ بالا دلیل صحیح ہے۔ تو دہریہ کی ذیل کی دلیل کا کیا جواب ہے۔

"اس دنیا کا کوئی خالق نہیں ہے۔ بلکہ مادہ عالم ذات سے قدیم ہے۔ اور وہ خاص خاص حالتوں میں آکر خاص خاص نتیجے خود بخود پیدا کرتا ہے۔ جیسے بارش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وغیرہ کا ہونا طبعی اسباب سے ہے ویسے ہی جملہ عالم کی پیدائش و فنا طبعی اسباب سے ہے۔ اگر کہو کہ پیدائش اور فنا دونو طبعی نہیں ہو سکتی۔ تو یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ پیدائش اسباب کے ملنے کا نام ہے۔ اور فنا ان اسباب کے الگ الگ ہو جانے کا نام ہے۔ جو ملتا ہے وہ الگ بھی ہوتا ہے اور تم خود بھی مانتے ہو۔ کہ ملنا اور الگ ہونا اسباب عالم میں موجود ہے۔ اگر مادہ میں ملنے کی طاقت نہ ہوتی۔ تو پھر یہ نہ کبھی ملتا اور نہ الگ ہوتا۔ تمہارا پرمیشر تم خود کہتے ہو کہ وہ کسی نیست وجود یا طاقت کو پیدا کر نہیں سکتا۔ پس یہ الگ ہونا اور ملنا مادہ کا گن ہے۔ اور پرمیشور وغیرہ کوئی نہیں ہے دنیا میں ایکشن اور ری ایکشن (action Reaction) کا سلسلہ چلا آرہا ہے جس سے پیدائش اور فنا ظہور میں آتی ہے دیکھو مادہ پہلے نہایت لطیف ہوتا ہے پھر وہ حرکت کرتے کرتے ایک ٹکڑا بنتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ ٹھنڈا ہو کر کثیف حالت میں آتا ہے۔ حتےٰ کہ زمین اور دیگر چاند سورج وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں لیکن پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب یہ سب ستارے سیارے، جو ٹھوس حالت میں ہوتے ہیں۔ ٹکرا جاتے ہیں۔ اور وہی پہلی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں کسی پرمیشور کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

مذکورہ بالا بحث اگرچہ آریہ سماج کے ساکت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ وہ خود یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ روح کو ذات میں خدا کا بھائی مانتے ہیں۔ اور مادہ کو اس کی ذات کی طرح قدیم اور غیر محتاج۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ سلسلہ پیدائش اور فناء کو بھی قدیم ہی مانتے ہیں جس کے صریح یہ معنی ہیں۔ کہ اس سلسلہ کا فاعل کوئی نہیں ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ خدا برائے نام ہی مانا ہے۔ حقیقتاً دہریہ سماج اور آریہ سماج کا خیال ایک ہی ہے۔ لیکن یہ بحث ایک مسلم کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مانتا ہے۔ کہ خدا واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں۔ وہ خالق کل شے ہے یعنے مادہ اور ارواح سب کا خالق پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اور قیوم عالم یعنی تمام جہان کو قائم رکھنے والا اس کے انتظام کی باگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنے والا صرف خدا ہی ہے۔ چونکہ خود اسباب ہی مخلوق ہے۔ اس لئے اِن اسباب سے پیدا ہونے والے اجرام کا بھی وہی خالق ہوا۔ اور ان کے جملہ حرکات سکنات اس کے حکم کے ماتحت ہوئے جس کام پر جس مادہ کو لگایا ہے۔ وہ وہی کرے گا۔ اور جب چاہے گا۔ اس کی طاقت کو سلب کر لیگا۔ اور فنا طاری ہو جائے گی۔ رہا یہ کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی یہ مادہ وغیرہ پیدا شدہ ہے۔ سو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک مفصل مضمون اس کے متعلق علیحدہ شائع کرینگے۔ یہاں ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ اعتقادات کی بناء پر اسلام دہریہ اور آریہ سماج پر غالب ہے اور ضرور غالب رہے گا۔ اگرچہ دہریہ اور آریہ سارا زور لگائیں۔ دلائل کے لحاظ سے تو ہم آریہ سماج کی ذلت کو مدتوں سے دیکھتے رہے ہیں۔ البتہ جہلاء کے پھسلانے کے لئے مکر و فریب میں وہ سب سے اگر بڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ تو درجے میں دوم ضرور ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ یہ وعدہ الٰہی ہے۔ کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون ۵ (باقی آئندہ)

غیر احمدی مشن

اخبار "احسان" کے "دیوان عالی" کے رکن اور اسلام

روزانہ اخبار "احسان" کے مدیر صاحب تحریر فرماتے ہیں "ہم مرزائیوں سے یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ آیا وہ اپنے پیشوا کی ان تحریرات سے جو عالم اسلام میں زبردست ہیجان پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ ان سے قطع تعلق کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس امر پر آمادہ ہیں۔ کہ ان کفریہ تحریرات کی بناء پر اسلام مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر جو فتوے لگائے اسے وہ قبول کر لیں گے۔ اگر مرزائیوں کو اپنے پیشوا کی خرافات کے مطابق دین اسلام ہونے کا یقین ہو تو وہ علمائے اسلام کے "دیوان عالی" کے سامنے اپنے عقائد پیش کرنے سے کبھی راہ فرار اختیار نہ کریں۔" (اخبار احسان مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۳۵ء)

ہمارا یہ جواب ہے۔ کہ ہم بفضل خداوند کریم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر تحریر کو عین اسلام مانتے ہیں۔ مگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کو بھی دیوان عالی کے کسی رکن کے سامنے پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ مسلم علماء اسلام سے نہ صرف دور کا واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ بلکہ اسلام کے لئے بدنما دھبہ ہونے کے علاوہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ جیسا کہ اسی اخبار "احسان" لاہور میں لکھا ہے کہ

ثبوت نمبر ۱: "آج وہی اسلام ہے جو زمانہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ وہی اسلام جس کے فلک بوس جھنڈے کے نیچے دنیا نے آرام کی سانس لی تھی۔ اپنی دیرینہ عظمت کی یاد میں زار و قطار رو رہا ہے۔ آہ آج وہی ننگ و ناموس کے مالک (یعنے دیوان عالی کے علماء احمدی شرما) احکام اسلام کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ آج وہی اسلامی دنیا فرقہ بندی کا شکار ہو رہی ہے۔ انہی فرقوں میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک فرقہ نے تو دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں اودھم مچا رکھا ہے۔ صوبہ پنجاب کی ایک اقلیت نے اپنے ایک رہبر کی پیروی میں تقریباً تمام دنیا میں اثر حاصل کر لیا ہے۔ مرزا غلام احمدؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قصبہ قادیان واقع پنجاب کا باشندہ تھا۔ جس نے اپنے آپ کو خدا کا نبی مشہور کر دیا تھا۔ اور آج صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ یورپ اور افریقہ امریکہ اور ایشیا میں جہاں کہیں مسلمان موجود ہوں وہاں اس نبی کے پیرو موجود ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ انسان جو سوسائٹی اختیار کرے۔ اسی کا ہو جاتا ہے۔ اور جن لوگوں سے ان کی نشست و برخاست ہو انہیں کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ اگر اس کے ہم مجلس ہر گھڑی نیک اور پاک افعال و اقوال میں معروف رہتے ہوں۔ تو وہ بھی نیک بن جاتا ہے۔ یہی مثال آج کے مسلمانوں اور قادیانیوں پر ثابت ہو سکتی ہے۔ ہم نے جب اپنے مذہب کے اکثر امور اور احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور ہمارے اندر خدا کے برحق ہونے کی جو جو نشانیاں کبھی تھیں۔ آج ان کا نام و نشان بھی نہیں۔ ہم سچائی اور اخلاص اور مردانگی سے قرآن مجید میں آئے ہوئے احکام کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ وہ ہم سے عنقا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے اور جن کے ہوتے ہوئے ہمارے اکثر بھائیوں کو اسلام ایک مردہ مذہب دکھائی دینے لگا ہے۔ ہمارے افعال بد کا اکثر اشخاص پر اثر پڑ کر انہیں بدراہ کر دیتا ہے۔" (اخبار احسان لاہور ۱۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱ کالم ۱ و ۲)

اس حوالہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خود مدیر احسان اس بات کا اقبال کر رہے ہیں۔ کہ وہ دین کو چھوڑ کر بے دینی کی راہ اختیار کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کے علماء اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ ان واقعات کی موجودگی میں اخبار احسان کا ہم سے یہ کہنا کہ دیوان عالی کے علماء کے سامنے اپنی تحریرات کو پیش کر کے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ لو۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ اخبار احسان کے مدیر صاحب کو چاہیئے۔ کہ پہلے خود مسلمان بنیں۔ پھر ہم سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ اپنے مسلمان ہونے کی سند ہم آپ سے لیں۔ سب سے مقدم زندہ خدا کی پہچان اپنے اندر پیدا کرو۔ اور پہلے جیتے مسلمان بن جاؤ۔ خدا کی عبادت اور پرستش حقیقی معنوں میں کرو۔ آج ہی عشق خدا اور رسول میں مجنون و اسیر مسلمان یعنے احمدی بن جاؤ۔ پھر یہ تمام باطل آرائیاں خود بخود مٹ جاویں گی۔

آپ خود اس بات کا اقبال کر رہے ہیں۔ کہ آپ لوگ قرآن شریف کو چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ آپکی تحریر دل سے دکھاتا ہوں کہ احمدی لوگ قرآن شریف کے عاشق حقیقی ہیں۔ ملاحظہ ہو

ثبوت نمبر ۲:-

خوشتر آں باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

احمدی فرقہ نے ایک ایسی تبلیغی انجمن قائم کی ہے۔ جیسی کسی دوسرے اسلامی فرقہ نے کبھی قائم نہیں کی۔ اس فرقہ کی تبلیغی سرگرمیاں زیادہ تر افریقی نو آبادیات میں جاری ہیں۔ اس فرقہ نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔ نیز اردو۔ ملایانی اور دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے کئے ہیں۔" (اخبار زمیندار لاہور ۲۷ر اپریل ۱۹۳۰ء صفحہ ۲/۲۵)

ناظرین! آپ خود ہی از راہ انصاف یہ دیکھیں۔ کہ جب خداوند تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اپنا برگزیدہ مسیح موعود اور نبی نازل فرمایا۔ تو یہ لوگ اس کی جماعت اور تبلیغ اسلام کے دشمن بن گئے۔ اور ہم سے یہ مطالبہ کرنے ہیں کہ ہم اُس دیوان عالی کے علماء کے سامنے جو بقول اخبار احسان اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ حاضر ہوں۔ کہاں تک حق بجانب ہیں؟ پس میں اسلام کے لئے درد رکھنے والے اور قرآن شریف کی اشاعت کی تڑپ رکھنے والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ خدارا اپنی جانوں پر رحم کر کے احمدیت میں شامل ہو کر رضائے خدا کو حاصل کر لیں اور اسلام کی تقویت کا باعث بن جائیں۔

خداوند تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم فخر موجودات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا دیا ہوا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ حَکَم ہو کر آوے گا۔ پس آپ کا یہ فرض ہے آپ حُبِ رسول کا ثبوت دیتے ہوئے ان عقائد کو خیرباد کہدیں۔ جو آپ کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے روک ہیں۔ کیونکہ حَکَم نے آکر حقیقی اسلام کو ظاہر کر دیا ہے۔

اگر آپ کے دیوان عالی کے مطالبہ کو منظور کر لیا جاوے۔ تو پھر کسی نبی کی صداقت بھی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انبیاء کے مخالف ہمیشہ شروع شروع میں کثرت رکھتے ہیں۔ اگر نبی اپنے مخالف خیالات کے علماء کے سامنے اپنے خیالات رکھیں تو وہ یقیناً اس کے خلاف فتویٰ دیں گے۔ اس پر سارا قرآن مجید گواہ ہے۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کا مطالبہ عقلاً اور شرعاً ناجائز ہے۔

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

وصیتیں

نمبر ۴۳۴۱:- منکہ غلام حیدر ولد مستری محمد عبداللہ قوم ترکھان عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۲۲ء ساکن بھنگالہ ڈاکخانہ بدوملہی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکان واقع بدوملہی قیمت -/۳۵۰ روپیہ زمین ۳ کنال قیمت -/۱۰۰ روپیہ گھر کی جائداد -/۱۰۰ کل قیمت -/۵۵۰ روپیہ - لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے - بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو اس وقت -/۸ روپیہ ماہوار ہے - میں تادم زیست ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا - فقط

المعبل - غلام قادر ولد محمد عبداللہ قوم ترکھان بقلم خود ؛ گواہ شد - عبدالحق ولد امام الدین قوم کچھی سکنہ بدوملہی بقلم خود -

گواہ شد - غلام رسول ولد امام الدین قوم کچھی سکنہ بدوملہی بقلم خود -

نمبر ۴۳۴۲ - منکہ غلام قادر ولد مستری محمد عبداللہ ترکھان عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء ساکن بھنگالہ ڈاک خانہ بدوملہی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{12}{35}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے -

مکان واقع بدوملہی قیمت -/۳۵۰ روپیہ - زمین ۳ کنال قیمت -/۱۰۰ گھر کی جائداد -/۱۰۰ روپیہ کل قیمت -/۵۵۰ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ -/۸ روپیہ ماہوار ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا - فقط

المعبل - غلام حیدر ولد محمد عبداللہ قوم ترکھان بقلم خود ؛ گواہ شد - عبدالحق ولد امام الدین قوم کچھی سکنہ بدوملہی بقلم خود -

گواہ شد - غلام رسول ولد امام الدین قوم کچھی سکنہ بدوملہی بقلم خود -

نمبر ۴۳۴۳ - منکہ محمد عبدالغفور ولد الٰہی بخش قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال ساکن کمال منڈی سکندر آباد ریاست حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{1}{35}$ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے - ایک مکان مشترکہ جس کی کل قیمت سات سو روپیہ سکہ عثمانیہ ہے - جس میں میرا حصہ ساڑھے تین سو روپیہ ہے - ایک سو روپیہ سکہ عثمانیہ کا تجارتی مال ہے - اور سامان مکان پچاس روپیہ سکہ عثمانیہ کا ہے - لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو کہ اس وقت اسی روپیہ سکہ عثمانیہ ماہوار ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو سکے - اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا -

المعبل :- محمد عبدالغفور احمدی کمال منڈی سکندر آباد محل وقوع الدین بلڈنگ سکندر آباد دکن - گواہ شد - علی محمد عبداللہ الہ دین سکندر آباد ؛ گواہ شد - عبداللہ الہ دین سکندر آباد ؛

نمبر ۴۳۲۸ - منکہ تاج الدین ولد غلام رسول صاحب مرحوم قوم جنجوعہ راجپوت عمر ۷۲ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۸۹۵ء ساکن اودھووالی حال قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{5}{35}$ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری موجودہ جائداد اراضی زرعی واقعہ موضع ہمو کے و موضع ماکیوالے میں قریباً ۲۴ گھماؤں ہے - جو مشترکہ ہے - اس میں سے میرا حصہ قریباً ۵ گھماؤں ہے - جس کی موجودہ قیمت قریباً پانچ سو روپیہ -/۵۰۰ روپیہ ہے - میں اس جائداد کا $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں - کہ اگر میری وفات کے وقت اس جائداد کے علاوہ مزید جائداد ثابت ہو - تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی حصہ جائداد وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرا کر رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائے گی ؛

کاتب الحروف محمد اسلم لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور -

المعبل - تاج الدین نشان انگوٹھا -

گواہ شد - محمد اسمٰعیل صدر محلہ دار البرکات

گواہ شد - قاضی عبدالرحیم بقلم خود پسر قاضی عبدالمجید صاحب $\frac{5}{35}$ ۵

(بقیہ در الاسلام پر جس نے قادیان سے نقل کیا)